شاہ ولی اللہ رحؒ

کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی افکار کا تجزیہ

(دوسری قسط)

زمین صرف تحفہ سے ملکیت میں نہیں آتی بلکہ صحیح استعمال ضروری ہے:

وہ ملکیت جو زمین پر ابتدائی قبضہ اور آبادکاری کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے اس کی ملکیت دائمی اور حقیقی نہیں بلکہ اس کی ملکیت اسی صورت میں جائز تصور ہوگی جب کہ زمین اس کے زیر تصرف و استعمال ہو۔ اس لیے اگر وہ شخص اس کو استعمال میں نہ لاسکے گا تو وہ کسی دوسرے مستحق شخص کو دے دی جائے گی۔[1]

بغیر محنت کے زمین سے فائدہ لینا درست نہیں:

زمین سے کسی ایسا استفادے کو بھی شاہ صاحب جائز تصور نہیں کرتے جو بغیر کسی محنت و مشقت کیا جائے۔ لہٰذا ایسی تمام جاگیرداریاں یا بڑی بڑی زمینداریاں جو بطور انعام واکرام یا سیاسی رشوت کے دی گئی ہوں اور ان سے بلا کسی محنت و مشقت کے آمدنی ہورہی ہو۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کا بھی کوئی جواز نہیں ہے (بلکہ بہتر یہ ہے کہ ایسی زمینوں کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے)۔[2]

---

[1] سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۳۲۔

[2] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۴۲۔ حجۃ اللہ البالغہ عربی باب المعیشۃ

آمدنی اور پیداوار کے لیے صحیح طریقہ کا ہونا لازمی ہے :

جو آمدنی اور پیداوار امداد باہمی کے اصول پر نہ ہو وہ خلاف قانون ہے۔[1]

مزدوری کے لیے اوقات کا مقرر کرنا ضروری ہے :

اوقات کار مقرر اور محدود رکھے جائیں مزدور کو اتنا وقت ضرور ملنا چاہیئے کہ وہ اخلاقی اور روحانی اصلاح کر سکیں اور ان کے اندر مستقبل کے متعلق غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔[2]

فروغ تجارت کے لیے بھاری ٹیکسوں سے گریز کرنا ضروری ہے :

امداد باہمی کا بہت بڑا ذریعہ تجارت ہے لہذا تعاون کے اصول پر ہی جاری رہنا چاہیے اس لیے تاجروں کے لیے جائز نہیں کہ وہ بلیک مارکیٹ یا کمیشن سے مروج تعاون کو نقصان پہنچائیں اس لیے حکومت کے لیے جائز نہیں ہے کہ بھاری ٹیکس عائد کر کے تجارت کے فروغ و ترقی میں رکاوٹ یا رخنہ پیدا کرے۔[3]

ملکی معیشت میں زراعت معدنیات اور چوپائے اہم کردار ادا کرتے ہیں :

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملکی معیشت میں سب سے زیادہ زراعت کان کنی اور چوپائی کو اہمیت دیتے ہیں۔ اس کے برعکس ایسے پیشوں کو ملک کے لیے زہر قاتل تصور کرتے ہیں۔ جو تعیش پسندی، لذت اندوزی، آرائش و زیبائش اور شہوانی خواہشات کی ترغیب و

۱ھ شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، تالیف مولانا حکیم محمود احمد برکاتی، مطبوعہ مجلس اشاعت اسلام، لاہور ص ٢٠٦۔

۲ھ ایضاً۔

۳ھ شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، تالیف مولانا حکیم محمود احمد برکاتی، مطبوعہ مجلس اشاعت اسلام لاہور، ص ٢٠٦۔

تسکین کا ذریعہ بنیں۔ مثلاً شراب نوشی اصنام تراشی، امرا کے زیورات میں بے جا تکلفات لباس کے بناؤ سنگار کے پیشے، عمارات و محلات کی آراستگی، عورتوں کی حسن پرستی، ناچ گانے کی تربیت، مصوری و گل کاری، شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی ملک کی اکثریت ان پیشوں میں منہمک ہو جائے گی تو لازمی طور پر ضروری پیشے مثلاً زراعت وغیرہ جیسے پیشے متروک ہو جائیں گے اور امراء کا تعیشات میں انہماک رفتہ رفتہ عوام میں سرایت کر جائے گا جیسے کہ ایران میں ہوا۔ نتیجہ کسان، تاجر اور اہل صنعت و حرفت پر بھاری ٹیکس لگائے جائیں گے۔ تاکہ امراء کے تعیشات کا سامان فراہم کیا جائے اور اس سے ملک کے نظام معیشت میں ناقابل تلافی اختلال پیدا ہو گا۔[1]

مفید تجارت کا معیار:

وہ کاروبار جو دولت کی گردش کو کسی خاص طبقہ میں منحصر کر دے، ملک کے لیے تباہ کن ہے۔[2]

شاہانہ نظام زندگی اور عیش و عشرت ملکی معیشت کو تباہ کر دیتی ہے۔

وہ شاہانہ نظام زندگی جس میں چند اشخاص یا چند خاندان کے عیش و عشرت کے سبب سے دولت کی صحیح تقسیم میں خلل واقع ہو اس کا مستحق ہے کہ اس کو جلد از جلد ختم کر کے عوام کی مصیبت کو ختم کیا جائے اور ان کو مساویانہ اور منصفانہ نظام زندگی کا موقع دیا جائے۔[3]

سوسائٹی کے ہر فرد کے لیے بنیادی ضروریات کو پورا کرنا ضروری ہے

روٹی کپڑا اور مکان اور ایسی استطاعت کہ نکاح کر سکتے اور بچوں کی تعلیم و تربیت

---

[1] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ، مترجم متین ہاشمی ص ۴۲۔

[2] شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، مولانا برکاتی مجلس اشاعت اسلام لاہور ص ۲۰۶۔

[3] شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، تالیف مولانا حکیم محمود احمد برکاتی۔ مجلس اشاعت اسلام لاہور، ص ۲۰۶

کرسکے بلالحاظ مذہب ونسل ہر بندہ کا پیدائشی حق ہے[1]

امن عامہ اور ملکی دفاع حکومت کی ذمہ داری ہے:

ملک کے ہر باشندے کا حق ہے خواہ وہ کسی مذہب یا نسل سے تعلق رکھتا ہے کہ اس کی جان و مال اور عزت وناموس کی حفاظت کی جائے اور اس کو عدل وانصاف سے استفادہ کا بغیر کسی معاوضے کے حق دیا جائے۔ حقوق شہریت میں یکسانیت اور حقوق ملکیت میں آزادی کا حق حاصل ہو[2]

سودی نظام معاشرہ کے لیے مہلک ہے:

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سود کو بھی معاشرے کے لیے مہلک تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے آگے چل کر بڑے بڑے منافشات جنم لیتے ہیں۔ اور لوگوں میں بلا کسب کے کھانے کی عادات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ہاں! شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مضاربت کو جائز قرار دیتے ہیں کہ ایک شخص کا سرمایہ ہو اور دوسرے کی محنت اور آپس کے طے شدہ حساب سے منافع تقسیم کر لیا جائے[3]

غرضیکہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرمایہ دارانہ نظام کی اجازت نہیں دیتے جس میں ایک شخص امیر سے امیر تر ہوتا چلا جائے اور دوسرے غریب سے غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے اور عوام میں غربت وفلاکت، پھر حسد و بغاوت پیدا ہوتی ہے اور نہ موجودہ اشتراکی نظام کا جواز صرف شاہ صاحب کی تحریروں سے نکالا جا سکتا ہے۔ کیونکہ صاحب انفرادی ملکیت کے قائل ہیں۔ اس لیے کہ بلا انفرادی ملکیت کے انسان میں عمل وسعی کا جذبہ ہی نہیں پیدا

---

[1] شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، تالیف مولانا حکیم محمود احمد برکاتی ص ۱۶۸،۲۰ مجلس اشاعت اسلام لاہور،

[2] ایضاً ص ۲۰۷۔

[3] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۴۲۔

الولی حیدرآباد
ہوسکتا ہے[۱]

دوسروں کے حقوق کا تحفظ کرنا ضروری ہے:

زمین اور اس کے خزانوں کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے، اس کے بعد بظاہر انتظامی اعتبار سے ریاست ہے اور باشندگان ملک جن کو ان کے حقوق حاصل ہیں اور ان کے منتظم ہیں اور ان کی ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا شخص ان کے حق انتفاع میں دخل اندازی نہ کرے[۲]

انسانی مساوات کو برقرار رکھنا ضروری ہے:

سارے انسان برابر ہیں، کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ خود کو مالک ملک یا ملک الناس سمجھے[۳]

حاکم صرف وظیفہ کا حقدار ہے:

مملکت کے سربراہ کی حیثیت بالکل ایسی ہی ہے جیسا کہ وقت کے متولی کی۔ اگر ضرورت مند ہو تو اتنا وظیفہ لے سکتا ہے جو عام باشندگان ملک کے معیار کے مطابق زندگی گزار سکے[۴]

---

[۱] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۴۲۔

[۲] شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، تالیف مولانا حکیم محمود احمد برکاتی ص ۲۰۸ مجلس اشاعت اسلام لاہور۔

[۳] شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، تالیف مولانا حکیم محمود احمد برکاتی، ص ۲۰۸ مجلس اشاعت اسلام لاہور ص

[۴] ایضاً ص ۲۰۸۔

شاہ ولی اللہ کے ارتفاقات کا مختصر خلاصہ

ہم نے پہلے جو معاشرے کے ارتقائی مراحل اوپر بیان کیے ہیں وہ شاہ صاحب کے ارتقائی خیالات کی روشنی میں ہیں اور ہم یہاں الگ صراحتاً ارتفاقات کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں جو نہایت آسان اور ذود فہم ہوگا۔ یہ خلاصہ سید محمد متین ہاشمی نے سطعات کے مقدمے میں بیان کیے ہیں۔ چونکہ شاہ ولی اللہ کے ارتفاقات پر تفصیلاً یا اجمالاً بہت سارے محققین نے کام کیا ہے۔ ان سے بھی ہم نے مدد لی ہے۔ لیکن متین صاحب کے طریقے میں زیادہ آسانی پائی جاتی ہے[۱]

ارتفاق اول کا خلاصہ

پہلے ارتفاق کو تین مرحلوں میں یا تین خصوصیات میں تقسیم کیا گیا ہے:

شاہ صاحب کے نزدیک انسانی تمدن کے ارتقا (ارتفاقات) کی چار منزلیں ہیں:

۱۔ ارتفاق اول، کے مرحلے میں نوع انسانی کے تمام افراد کو جن چیزوں کی یکساں طور پر ضرورت پڑتی ہے مثلاً کھانا پینا، ستر پوشی کرنا کھیتی باڑی کرنا، مکان بنانا، جانوروں کو اپنا مطیع بنا کر ان سے رسل و رسائل کا کام لینا۔ ان کے چمڑے اور اون سے اپنی ضروریات پوری کرنا، اپنی صنفی خواہشات کی تکمیل اور افزائش نسل کے لیے ایک عورت سے نکاح کر کے اس کو اپنے لیے مخصوص کرنا۔ ان کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ارتفاق اول کی مثال حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی میں ملتی ہے[۲]

انسان کی بنیادی ضروریات میں اس کے ساتھ دیگر حیوانات بھی کسی نہ کسی درجہ میں شریک ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو مندرجہ ذیل تین ایسی خصوصیات عطا فرمائی ہیں

---

۱ مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۲۷۔ حجۃ اللہ البالغہ عربی باب ارتفاقات ص ۱۰۵۔۱۰۴۔ نور محمد کتب خانہ کراچی۔

۲ مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۳۷۔

جس کے باعث انسانی معاشرہ دیگر حیوانات سے ممتاز ہو کر ہر بہر لمحہ ارتقاء پذیر رہتا ہے[۱]

۱۔ رفاهیت: یعنی وہ ہمیشہ اس بات کے لیے کوشاں رہتا ہے کہ اس سے ایسے اعمال کا صدور ہو جن سے نہ صرف اسی کو فائدہ ہو بلکہ دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں یہی تخیل اس میں جاہ و جلال اور عزت و شرف کے حصول کی خواہش کو جنم دیتا ہے۔ اور اسی طرح رفتہ رفتہ معاشرہ ایک صالح تمدن کی طرف بڑھتا ہے[۲]

۲۔ حب جمال: انسانی فطرت دیگر حیوانات کی طرح صرف اپنی ضروریات کو پورا کرنے ہی پر قناعت نہیں کرتی بلکہ ہمیشہ ؎

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں

میں اس کا انہماک رہتا ہے جس کے نتیجے میں وہ اپنی ضروریات کی تکمیل کے دوران لطافت، نفاست اور اپنی جمالیاتی حس کی تسکین کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔ لذیذ سے لذیذ تر کھانوں، خوبصورت سے خوبصورت تر لباس، خوشنما سے خوشنما تر مکان حاصل کرنے کی خواہش انسانی تمدن کو لمحہ بہ لمحہ بڑھنے کا سبب بن جاتی ہے[۳]

۳۔ **مادہ ایجاد و تقلید**: انسان میں یہ مادہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ حیوانات کے برعکس انسان میں ایجاد کا مادہ ہے اور دوسرے افراد میں لوگوں کی ایجادات سے استفادہ کرنے کی صلاحیت ہے اسی طرح سادہ لوح لوگوں کی جماعت میں بعض اوقات کوئی عقلمند، طاقتور، منتظم مزاج، باہمت عادل اور سخی انسان پیدا ہو جاتا ہے۔ اور لوگ اس کے پیچھے چلنے لگتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں ایک قیادت ابھرتی ہے اور سب مل کر اپنی اجتماعی کوششوں سے معاشرے کو بام عروج پر پہنچاتے ہیں[۴]

---

[۱] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم سید متین ہاشمی ص ۳۸۔

[۲] ایضاً ص ۳۸۔

[۳] ایضاً ص ۳۸۔

[۴] ایضاً۔ حجۃ اللہ البالغہ عربی ۱۰۴-۱۰۵، بدور البازغہ اردو ۱۱۷ - ۱۰۳

یہی وجہ ہے کہ انسانوں حیوانوں نے تقریبًا ایک ہی ساتھ زندگی کا آغاز کیا انسان بھی اپنی بھوک مٹانے کے لیے کمزور جانوروں کو ہلاک کرکے چیر پھاڑ کر کھالیتا ہے اور حیوان بھی اپنی بھوک مٹانے کے لیے کمزور جانوروں کو ہلاک کر کے کھالیتے ہیں دونوں غاروں اور جنگلوں میں پناہ لیتے ہیں۔ لیکن آج انسانی سوسائٹی کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے اور حیوان آج بھی اسی مقام پر کھڑے ہیں جہاں سے انھوں نے زندگی کے سفر کا آغاز کیا تھا [۱]

ارتفاق دوم کا خلاصہ

دوسرا ارتفاق پہلے ارتفاق کی روشنی میں ترقی پذیر ہوتا ہے:

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ارتفاق دوم کی منزل کا بنیادی اصول یہ ہے کہ انسانی سوسائٹی ارتفاق اول کے تجربات کو اپنے مقررکردہ معیار کی کسوٹی پر کستی ہے [۲]

کھانے پینے، طریق بود و ماند، نشست و برخاست، خلوت و جلوت اور رہائش کی جملہ صورتوں میں جو جو خامیاں تھیں انھیں دور کرنا اور ان عادات میں تغیر و تبدل کرتا ہے جو اس کی نوع کے تمدنی ارتقا میں مزاحم ہوتی رہتی ہیں۔ ایسی غذاؤں کو رد کرنا جو صحت یا اخلاق کے لیے مضر ہوں [۳]۔

صاف پانی کا استعمال، جسم کی صفائی۔ برتن کا استعمال، جسم کے ساتھ ساتھ اپنے رہنے کی جگہ کو صاف کرنا، زن و شوہر کے تعلقات کی استواری امور خانہ کو بطریق احسن انجام دینا۔ اولاد کی پرورش و پرداخت آقا اور خادم کا باہمی تعلق اپنے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی، کمزوروں اور معذوروں کی امداد وغیرہ وغیرہ ان سارے امور کا تعلق ارتفاق دوم

---

[۱] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۳۹

[۲] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۳۹۔

[۳] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۳۹۔

حجۃ اللہ البالغہ عربی ص ۱۰۴۔ ۱۰۵، بدور البازغہ اردو ص ۱۱۶، ۱۱۷۔

الولی حیدرآباد
کے دور سے بہت۔[1]

ارتفاق سوم کا خلاصہ

ارتفاق سوم دوسرے ارتفاق کے آخری حدود کے بعد جنم لیتا ہے:

انسانی معاشرہ جب خاندان اور قبائل کی حدود سے آگے بڑھتا ہے تو ارتفاق سوم کی منزل شروع ہو جاتی ہے۔ مختلف خاندانوں کا ایک قصبہ، شہر اور ملک میں اکٹھا رہنا، ایک قبیلے کے مفادات کا دوسرے قبیلے سے وابستہ ہو جانا، مختلف شہروں میں رہنے والوں کے مابین باہمی اشتراک عمل کا پیدا ہو جانا، باہمی لین دین، حکومتوں کا قیام، ہر شہر کی انتظامیہ کا ایک مرکز کے ماتحت ہونا، شہروں کے نظاموں میں یکسانیت پیدا کرنے کے لیے ملک کا آئین تیار کرنا، ٹیکسوں کا اکٹھا کرنا۔ پھر انھیں حسب ضرورت ملک کے تمام شہروں میں رفاہیت عامہ کے لیے خرچ کرنا، پورے ملک کے باشندوں کے جان و مال عزت و آبرو کی یکساں طور پر حفاظت، ایک نظام کے تحت جیتوں کی تقسیم و تنظیم، ملک کی سرحدوں کو دشمنوں کے حملے سے محفوظ رکھنا، ملک کے نظام کے چلانے کے لیے عمال کا تقرر اور پھر ان کی ضروریات زندگی کی کفالت کا انصرام، جرائم کا روکنا، حدود و قصاص کی تنفید، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انتظام وغیرہ ان سارے امور کا تعلق ارتفاق سوم سے ہے۔[2]

ارتفاق چہارم کا خلاصہ

ارتفاق چہارم ارتفاق سوم کے بعد جنم لیتا ہے یعنی تیسرے ارتفاق کے بعد بین الاقوامیت کے تعلقات کی ضروریات انسان کو محسوس ہوتی ہے

اس ارتفاق کا تعلق اقوام کے باہمی ارتباط (

---

[1] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۳۹۔

[2] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۳۹۔

حجۃ اللہ البالغہ عربی ص ۱۰۴۔۱۰۵۔ بدور البازغہ اردو ص ۱۶۱۔۱۷۶۔

…سے ہے ۔ ایک ملک کی حکومت کا دوسری قوم کی حکومت سے رابطہ قائم ہوتا ہے اگر ایک ملک میں کسی چیز کی قلت ہو اور دوسرے ملک میں وہ چیز بہ افراط پائی جاتی ہو تو ایک نظام کے تحت باہمی لین دین ہوگا[1]

ممالک یا صوبہ جات کے درمیان نزاع کی صورت میں ایک قوت حاکمہ ہوگی جو ایک علاقہ کو دوسرے علاقہ جات کے درمیان نزاع کی صورت میں ایک قوت حاکمہ ہوگی جو ایک علاقہ کو دوسرے علاقہ پر تغلب حاصل کرنے یا دوسرے کا استحصال کرنے سے روکے گی۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کے لیے "خلافت" کے عالمگیر و ہمہ گیر نظام کے قیام پر زور دیا ہے اس طرح مختلف علاقوں میں بسنے والی اقوام میں خیر سگالی اور باہمی تعاون کی فضا پیدا ہوسکتی ہے[2]

مختصر یہ کہ شخصی اور انفرادی حیات سے شروع کرکے خاندانی، قومی و ملکی نظام سے بین الاقوامی نظام تک کے تمدنی ارتقاء کو حضرت شاہ صاحب نے اپنے بیان کردہ چاروں ارتفاقات میں ضبط کردیا ہے[3]

---

[1] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۴۰ ۔

[2] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔ مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۴۰ ۔
حجۃ اللہ البالغہ باب ارتفاقات ص ۱۰۴ - ۱۰۵ اید دور البازغہ اردو ص ۲۰۵ - ۲۱۸ - ۲۲۲ ۔

[3] مقدمہ سطعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ، مترجم سید محمد متین ہاشمی ص ۴۰
حجۃ اللہ البالغہ عربی ۱۰۴ - ۱۰۵ - بدور البازغہ ص ۲۰۵ - ۲۰۸ - ص ۲۲۲ ۔

بقیہ : معارفِ اقبال

مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی زبان نہایت سادہ، سلیس اور عام فہم ہے۔ طرزِ زبان عالمانہ و فاضلانہ ہے۔ موقع محل کے مطابق آیاتِ قرآنی اور ارشاداتِ نبوی کے حوالوں نے کتاب کی افادیت روشن کردی ہے اقبال اور معارف اقبال کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ علاوہ ازیں "معارف اقبال"، 'اقبالیات' میں ایک ایسا متنوع اضافہ ہے جس سے استفادہ کیے بغیر "مطالعۂ اقبال" کی تکمیل کا تصور نہیں کیا جاسکتا ۔